قسط نمبر-5

نوجوان نسل کی بے راہروی اور اس کا علاج

محمود اسماعیل السلمانی

نئی نسل کی بے راہ روی کا دوسرا سبب: حسن خلق کی تعلیم سے عاری رکھنا:

حسن خلق انسانیت کا طرۂ امتیاز ہے، یہ وہ ہتھیار ہے جس کے ذریعے خطرناک ترین شخص کو بھی زیر کیا جا سکتا ہے، اسلامی تعلیمات میں حسن خلق کا بہت بڑا مقام ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وانک لعلی خلق عظیم﴾ (القلم/٤) ''اے حبیب تو اخلاق کے بہت بڑے مرتبے پر فائز ہے''۔ اور رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: {إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق} (رواه القضاعي في مسند الشهاب ٢/١١٦٥، والبيهقي في السنن ١٠/١٩٢ حديث ٢٠٥٧١) ''میری بعثت کا مقصد اچھے اخلاق کی تکمیل ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اخلاق کی اسی عظمت کی خاطر اپنے پیارے خلیل ﷺ کو خلق عظیم کے سرٹیفکیٹ سے نوازا اور اسی حسن خلق کی تکمیل کیلئے ان کو مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس عظیم نعمت کی لاج رکھتے ہوئے انتہائی بگڑے ہوئے معاشرے میں اس انداز سے حسن خلق کی بنیاد رکھی کہ عرب کیا عجم کے لوگ بھی آپ کی پیروی کو سعادت مندی کی راہ تصور کرتے ہوئے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے، اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات ربانی کے مبلغ بنے، اور اس راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے انتہائی جانفشانی سے اسلام کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔

اولاد کی تعلیم کی ابتدائی کلاس ماہرین تعلیم کے نزدیک ماں کی گود ہے، یہیں سے بچہ بہت کچھ سیکھ لیتا ہے۔ ماں اگر تعلیم وآگہی کی دولت سے بہرہ ور ہو تو وہ بچے کو درست سمت پر لگا دیتی ہے، اچھے برے کی تمیز سکھاتی ہے، چھوٹوں بڑوں کا ادب سکھاتی ہے، اگر ماں اس صلاحیت سے محروم ہو تو بچے کا مستقبل یہیں سے برباد ہونا شروع ہو جاتا ہے، ستم بالائے ستم اگر بچہ کا باپ بھی لاابالی پن کا شکار ہو تو اس گھرانے کی تباہی میں دیر نہیں لگے گی۔ ایسے گھروں میں بچوں کی حیثیت چوپایوں سے بھی کمتر ہوتی ہے، بھیڑ بکریوں کی نگرانی اور حفاظت تو ہوتی ہے مگر مستقبل کے اصلی سرمائے یعنی اولاد کی نگرانی اور حفاظت نہیں ہوتی، بچہ دن بھر گلی کوچوں میں غلط ساتھیوں کے ساتھ گھل مل کر کھیل تماشے میں مصروف رہتا ہے۔ شام کو تھکا ہارا اور بھوک سے نڈھال ہو کر گھر کو لوٹتا ہے نہ ماں نے اس کی خبر لی نہ باپ نے محاسبہ کیا، وہ بچہ اپنے رفقائے سوء سے کیا کچھ نہ سیکھے

گا ان حالات میں اگر بچہ غلط حرکات اور بری باتیں نہ کرے تو کیا کرے۔ کیونکہ اس کا باپ اس پر مہربان تھا، نہ ماں اس پر رحم وشفقت کرنے والی تھی۔ بعض گھروں میں تو والدین خود مذموم اخلاق کے آخری حدود کو بھی کراس کر لیتے ہیں۔ اپنے بچوں کو غلط کاموں سے روکنے اور سرزنش کرنے کے بجائے خود بڑے بداخلاق، ظالم اور جابر ثابت ہوتے ہیں، مزاج کے خلاف معمولی سی بات برداشت کرنے کے بجائے چھوٹے بچوں کا خیال رکھے بغیر غلیظ گالیاں تک اپنے منہ سے نکالتے ہوئے نہیں شرماتے۔ ان کو یہ ہوش نہیں رہتا کہ گھر کے بچے اس قسم کی غلیظ باتوں کو بھی سیکھ لیں گے اور آہستہ آہستہ بدخلقی کی تمام صفتیں ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر جائیں گی۔

ذیل میں چند صفتوں اور علامتوں کا ذکر ہوتا ہے تاکہ والدین، سرپرست اور معلمین ومعلمات ان مذموم صفتوں سے خود کو پاک کریں اور مستقبل کے سپوتوں کے مستقبل کو ذلت کی پستی میں گرنے سے محفوظ کر لیں۔

1۔ **ظلم وزیادتی:** کسی چیز کو اس کی اصلی جگہ پر رکھنے کے بجائے دوسری جگہ رکھنا ظلم کہلاتا ہے جیسے: اصل عبادت کے لائق اللہ سبحانہ وتعالی ہے، بندہ اس کے بجائے کسی اور کی عبادت کریں تو یہ سب سے بڑا ظلم ہے، اللہ تعالی نے حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت کو قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے: ﴿**وإذ قال لقمان لابنه وهو يعظه يا بني لاتشرك بالله إن الشرك لظلم عظيم**﴾(لقمان:١٣) ''اور اس وقت کو یاد کرو جب لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بطور نصیحت فرمایا کہ: اے میرے بیٹے! تو اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔ یعنی یہ شرک اللہ تعالی کے ساتھ ہونے والی بہت بڑی زیادتی اور بہت بڑا ظلم ہے جو کہ ناقابل معافی ہے﴿**إن الله لايغفر أن يشرك به ويغفر مادون ذلك لمن يشاء**﴾ (النساء:٤٨۔١١٦) ''بے شک اللہ تعالی اپنی ذات کے ساتھ شریک کیے جانے کو معاف نہیں فرماتا جبکہ دیگر گناہوں کو اگر چاہے تو معاف فرماتا ہے''۔

اس کی دوسری قسم بندوں کے درمیان ہونے والا ظلم اور زیادتی ہے، جیسے: کسی کو تکلیف پہنچانا، یا کسی کی عزت نفس کو پامال کرنا، یا کسی کا مال ناحق کھا جانا وغیرہ۔ فرمان نبوی ہے{**كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه**}(رواه البخاری ٢٢٥٣/٥ حدیث ٥٧١٨ و مسلم ١٩٨٦/٤ حدیث ٢٥٦٤) ''تمام مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہیں کہ اس کا خون کیا جائے، اس کا مال چھینا جائے اور اس کی عزت پر حملہ ہو''۔

ظلم کی تیسری قسم انسان کا اپنے آپ پر زیادتی کرنا ہے، یعنی گناہ کے کاموں میں مصروف رہنا اور جرائم کا ارتکاب کرنا اور ہر وہ کام کرنا جو شرعاً ممنوع ہے اور جس کے کرنے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿**وما ظلمونا ولكن كانوا أنفسهم يظلمون**﴾ (البقرة/٥٧، الأعراف/١٦٠) ''انہوں نے ہم پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ وہ اپنے آپ پر زیادتی کرتے تھے''۔

ظلم کی دوسری صورت (بندوں کے آپس کا ظلم) بچوں کے اندر بہت جلد سرایت کر جاتا ہے۔ اس کے لئے والدین کو بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ احتیاط کی صورت یہی ہے کہ اولاد کے درمیان عدل وانصاف کے معیار کو ہر وقت مد نظر رکھے، کھلانے، پلانے اور پہنانے سے لیکر پیار ومحبت الغرض ہر چیز کو بچوں میں برابر تقسیم کرے تو ان شاء اللہ بچہ جب بڑا ہوگا تو بڑا عدل پسند اور انصاف پرور بنے گا۔ اس کے برعکس اگر بچوں کے مابین مساویانہ سلوک میں نقص روا رکھا جائے تو جو بچہ احساس کمتری کا شکار ہے، اس کے اندر دوسروں سے انتقام کا جذبہ موجزن ہوگا، اور اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ اپنے دیگر بھائی بہنوں پر ظلم وزیادتی کرے گا، اس طرح وہ بچہ ماں کا کہا مانے گا نہ باپ کا نہ کسی اور کا۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ ماں باپ کی اس لاپرواہی پر سرزنش کرتے ہوئے کہتا ہے: ''جو بھی ماں باپ اپنے بچوں کو نفع بخش چیزوں کی تعلیم دینے کا اہتمام نہ کرے بلکہ ان کو بیکار چھوڑ دے تو انہوں نے اپنے بچوں کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا ہے۔

اولاد کی بے راہ روی اکثر اپنے والدین کی لاپرواہی، ضروری دینی معلومات مثلاً فرائض وسنن سے بیگانہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، جن والدین نے اپنے بچوں کو نوعمری میں ضائع کیا انہوں نے بڑے ہو کر خود فائدہ اٹھایا اور نہ بوڑھے والدین کو کوئی فائدہ پہنچایا، بلکہ نتیجہ اس سے بھی سنگین ہوا، کسی نے اپنے بچے کی نافرمانی پر جب اس کو ڈانٹا تو بچے نے جواب دیا:

''اے میرے باپ تو نے مجھ کو چھوٹی عمر میں پیار ومحبت اور شفقت کے تقاضوں سے دور رکھا، تو میں نے بُڑھاپے میں تجھ کو شفقت اور پیار ومحبت سے دور رکھا ہے، جب تو نے مجھ کو چھوٹی عمر میں ضائع کیا (تعلیم وتربیت سے دور رکھا) تو میں نے تجھ کو اب تیرے بڑھاپے کی حالت میں ضائع اور برباد کیا ہے''۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: قیامت کے دن اولاد سے پہلے والد سے بچوں کے متعلق سوال ہوگا۔ جیسے والدین کے لئے بچوں پر حقوق ہیں، ویسے ہی بچوں کا حق والدین پر ہے۔ بلکہ بچوں کے حقوق والدین کے حقوق پر مقدم

ہیں۔اللہ تعالی فرماتا ہے:﴿ووصینا الانسان بوالدیه حسنا ﴾(العنکبوت:٨)''اورہم نے انسان کو اپنے والدین سے نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے''۔اللہ تعالی نے اولاد کے متعلق فرمایا:﴿یا أیها الذین آمنوا قوا أنفسکم وأهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة ﴾(التحریم:٦)''اے ایمان والو:تم اپنے آپ کواور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچاؤ،جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:''اولاد کو علم وادب سکھاؤ''۔اگر اللہ تعالی نے ﴿واعبدوا الله ولا تشرکوا به شیئا وبالوالدین إحسانا ﴾(النساء:٣٦)''اورتم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک مت بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو''فرمایا ہے تو اس کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ{ اعدلوا بین أولادکم فی النحل کما تحبون أن یعدلوا بینکم فی البر والعطف} (السنن الکبری للبیهقی ١٧٨/٦، والطبرانی ٣٥٤/١١ حدیث ١١٩٩٧) ''تم اپنی اولاد کو چیزیں دینے میں اسی طرح عدل سے کام لوجس طرح تم ان سے نیکی اور لطف وکرم میں انصاف چاہتے ہو''۔

اللہ تعالی نے سب سے پہلے والدین کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اپنی اولاد سے خیر کا برتاؤ کریں،اس کے بعد اولاد کو والدین سے نیک سلوک کا حکم فرمایا ہے۔چنانچہ اولاد کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ:﴿ولا تقتلوا أولادکم خشیة إملاق نحن نرزقهم وإیاکم إن قتلهم کان خطأ کبیرا ۞﴾ (الإسراء:٣١)''تم اپنی اولاد کوفقر وفاقہ کے ڈر سے قتل مت کرو،ہم ان کورزق دیں گےاورتم کوبھی،بے شک ان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے''(منهج التربیة النبویة للطفل ،للأستاذ محمد نور سوید/٢٧)

2۔ **حسد:** کسی سے زوال نعمت کی تمنا کرنا،یا کسی شخص کی لوگوں میں مقبولیت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس کی یہ عزت افزائی ختم ہوکر اسی میں منتقل ہوجائے۔اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ دوسرے کی عزت افزائی باقی نہ رہے یا دوسرے سے نعمت ختم ہو اگر چہ اس حاسد کو حاصل نہ بھی ہو۔یہ حسد کی بدترین شکل ہے۔حسد کی جو بھی صورت ہو اسے شریعت نے قطعاً حرام قرار دیا ہے،اللہ تعالی فرماتا ہے:﴿ومن شر حاسد إذا حسد ۞﴾(الفلق:٥)''میں اللہ تعالی کی پناہ میں آتا ہوں،حاسد کے شر سے کہ جب وہ حسد کرتا ہے''۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے{إن الحسد لیأکل الحسنات کما تأکل النار الحطب} (أخرجه أبوداؤد ٢٧٦/٤ حدیث ٤٩٠٣، وابن ماجه ١٤٠٨/٢ حدیث ٤٢١٠)''بے شک

حسد نیکیوں کو اسی طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

بچوں میں عدل وانصاف قائم نہ رکھنے کی صورت میں بچوں میں یہ بیماری بہت جلد حملہ کر دیتی ہے، جوان کی زندگی ایسی اجیرن بنا دیتی ہے کہ کچھ بھی بھلائی اس کے ہاتھ نہیں آتی، دوسروں سے فوقیت اور برتری حاصل کرنے کی جستجو میں مصروف عمل رہنے اور ہر قسم کے حربے استعمال کرنے کے باوجود وہ لاحاصل رہتا ہے، اس طرح اس کا یہ مرض اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

3۔ دھوکہ دہی: بچے کے اندر ظلم وزیادتی اور حسد جیسی مذموم صفات کے سرایت کر جانے کی وجہ سے وہ ہر اس شخص کو اپنا حریف سمجھتا ہے جو کسی بھی نعمت میں اس سے برتر ہو اور اسے زیر کرنے اور اپنی بالادستی قائم کرنے کی کوشش میں ہر وقت مصروف رہتا ہے۔

۱۔ اس عمل میں وہ کسی بھی بُری چیز کو اور شر وفساد کے کام کو مزین کر کے اپنے حریف کو پیش کرتا ہے تاکہ وہ اس غلط اور نقصان دہ کام میں پڑ جائے۔

۲۔ وہ اپنے حریف کے سامنے کسی چیز کی ظاہری حسن وخوبی کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے جبکہ اندر سے وہ چیز خراب ہوتی ہے۔

۳۔ وہ اپنے دل میں کچھ اور چیز چھپا کر اس کے خلاف چیز کو ظاہر کرتا ہے۔

۴۔ وہ اپنے حریف کے مال ومتاع کو نقصان پہنچانے کی تاک میں رہتا ہے۔

۵۔ وہ اپنے حریف کے دوستوں کو خراب کرنے اور اس کے خلاف اکسانے پر تُلا رہتا ہے۔

۶۔ وہ اپنے حریف کی معمولی سے غلطی کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا پھرتا ہے۔

4۔ ریاکاری: یہ بھی بدترین اخلاق میں سے ایک ہے، جسے اسلام میں شرک کا پہلا زینہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ عدم تربیت کا نتیجہ ہے کہ بچہ جب جوان ہوتا ہے تو وہ اپنے زعم باطل میں اپنے آپ کو بدقسمت تصور کرتا ہے کہ اس کا معاشرہ مسلم معاشرہ ہے، جہاں صوم وصلاۃ کی پابندی ہوتی ہے اور مساجد میں اذانیں گونجتی رہتی ہیں۔ کب تک وہ جی چراتا اور مختلف بہانے تراشتا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کو مساجد کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح وہ صرف لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھتا، روزہ رکھتا اور صدقہ وخیرات کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا کوئی نیک عمل اس کے دل کو نہیں لگتا۔ اس طرح عبادت اس کے لئے

وبال جان بن جاتی ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے﴿**فویل للمصلین ۞ الذین ھم عن صلاتھم ساھون ۞ الذین ھم یراءون ویمنعون الماعون**﴾ (الماعون:٤۔٧)''ان نمازیوں کو (قیامت کے دن) خرابی ہوگی جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں، وہ جو (نماز پڑھ کر یا نیک عمل کر کے لوگوں کو) دکھلاوا کرتے ہیں اور روزمرہ کے برتنے کا سامان مانگے نہیں دیتے''۔ (جاری ہے)

❀❀❀❀❀

اقوال زرین

1۔ زندگی ایک ہیرا ہے، جسے تراشنا انسان کا کام ہے۔
2۔ جو لوگ آپ سے زیادہ علم رکھتے ہوں ان سے حاصل کرو اور جو نادان ہوں ان کو اپنا علم سکھاؤ۔
3۔ دنیا کا سب سے زیادہ امیر و مطمئن شخص وہ ہے جس کے دل میں علم زیادہ ہے۔
4۔ دنیا میں وہ لوگ سربلند رہتے ہیں جو تکبر اور غرور کے تاج کو دور پھینک دیتے ہیں۔
5۔ مظلوم کی آہ سے ڈر، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔
6۔ اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو ایسی جگہ تلاش کر جہاں اللہ نہ ہو۔
7۔ توکل کرنا پرندوں سے سیکھیے، جب وہ شام کو اپنے گھونسلے میں آتے ہیں تو کسی کے چونچ میں دوسرے دن کیلئے دانہ نہیں ہوتا۔
8۔ کم بولنا حکمت ہے، کم کھانا صحت ہے اور کم سونا مؤمن کے لئے عبادت ہے۔
10۔ انسان بیماری کے ڈر سے کھانا تو ترک کرتا ہے، لیکن اللہ کے ڈر سے گناہ ترک نہیں کرتا۔
11۔ خدا ہر پرند کو رزق دیتا ہے، لیکن اس کے گھونسلے میں نہیں ڈالتا، بلکہ خود پرندے کو محنت کرنا پڑتی ہے۔
12۔ جو اچھی بات سنو لکھ لو اور جو لکھوا سے یاد کرو جو یاد کرو اسے بیان کرو۔
13۔ اگر دنیا میں کچھ بننے کا جذبہ ہے تو ہمت مت ہارو۔
14۔ دوسروں کی برائی بیان کرنے سے پہلے سوچ لو کہیں تمہاری برائی نہ ہو۔
15۔ اپنے چہرے کو خوبصورت بنانے کی بجائے اپنے کردار کو خوبصورت بناؤ، کیونکہ خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے لیکن سیرت قبر تک جاتی ہے۔

(احمد علی آصف۔ ٹیچر لاثر پبلک سکول غواڑی)